بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین..........

ادار یہ

مروجہ عدالتی خلع کی شرعی حیثیت اور قانونی پوزیشن

وطن عزیز کے مجموعہ قوانین میں کوئی باقاعدہ قانون خلع سے متعلق نہیں جبکہ عدالتوں میں خلع کے مقدمات کی بھرمار ہے۔ ۱۹۴۵ء تک یہ بات مسلمہ تھی کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر کوئی خلع نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ لاہور ہائی کورٹ نے عمر بی بی بنام محمد دین کے مقدمہ (۱۹۴۵ء) میں واضح طور پر یہ قرار دیا کہ عورت شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع نہیں لے سکتی......

۱۹۵۹ء میں پاکستان میں پہلی بار بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام کے مقدمہ میں لاہور ہائی کورٹ نے یہ قرار دیا کہ اگر عدالت کو تحقیق کے ذریعہ یہ بات باور ہو جائے کہ زوجین حقوق اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی خلع کا فیصلہ جاری کرسکتی ہے۔

۱۹۶۲ء کے مسلم پرسنل لاء میں طلاق کے بارے میں موجود قوانین میں یہ بات درج ہے کہ یہ ان سولہ معاملات میں سے ایک ہے جن میں عدالتیں قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کی پابند ہیں۔ اسی بنیاد پر عدالتیں ایک عرصہ تک فقہ حنفی کے مطابق خلع کے مقدمات کے فیصلے کرتی رہی ہیں، اور شوہر کی رضا مندی کے بغیر خلع نہیں دیا جاتا تھا۔ مگر ۱۹۶۷ء میں سپریم کورٹ کے ایک بینچ نے جس میں حسب ذیل جج شامل تھے، جسٹس ایس اے رحمان، جسٹس فیصل اکبر، جسٹس حمود الرحمٰن، جسٹس محمد یعقوب علی، اور جسٹس ایس اے محمود، نے خورشید بیگم بنام محمد امین کے مقدمہ میں لاہور ہائی کورٹ کے ۱۹۵۹ء کے فیصلہ میں اختیار کئے گئے موقف کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ دیا کہ چونکہ اگر عدالت کو تحقیق کے ذریعہ یہ بات باور ہو جائے کہ زوجین حقوق اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو عدالت شوہر کی رضا مندی کے بغیر بھی خلع کا فیصلہ جاری کرسکتی ہے لہذا اس مقدمہ میں شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع دیا جاتا ہے۔

سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کے بعد یہ ایک نظیر بن گئی، کیونکہ عدالتوں کے فیصلے نظیر بنتے

☆مامضی فات وما ذهب مات فلا تفكر فيما مضى فقد ذهب وانقضى. ☆

ہیں اورانہیں قانون کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔چنانچہ اب ہر عدالت اسی لکیر کی فقیر ہے الا ماشاء اللہ۔ ۱۹۶۷ء کے بعد سے ہماری مؤقر عدالتیں خلع کے فیصلے اسی بنیاد پر جاری کرنے لگیں، حالانکہ یہ کوئی وضعی قانون نہیں سپریم کورٹ کا ایک غلط فیصلہ ہے جسے نظیر ہونے کی بناء پر کوٹ (Quote) کیا جانے لگا۔۲۰۰۲ء میں یہ طے پایا کہ خلع کے مقدمات کو تیزی سے نمٹایا جائے چنانچہ قانون West) Pakistan Family Courts Act 1964) کے سیکشن ۱۰ میں ایک ترمیم کی گئی کہ عدالت زوجین کو مصالحت کا موقع دے اور مصالحت کی ناکامی کی صورت میں عدالت لازمی طور پر عورت کے حق میں خلع کا فیصلہ صادر کردے۔اس میں خاوند کی رضامندی ضروری نہیں۔حالانکہ اس سے قبل ۱۹۶۱ء کے مسلم عائلی قوانین میں نکاح ختم کرنے کے سلسلہ میں ثالثی کونسل کا ایک طریقہ کار موجود تھا کہ خلع کے مقدمہ سے قبل بیوی ثالثی کونسل میں ایک درخواست دائر کرے اگر وہاں صلح نہ ہوسکے تو پھر عدالت سے رجوع کرے اور عدالت بھی پابند تھی کہ وہ پہلے صلح جوئی کی کوشش کرے اور ناکامی کی صورت میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرے۔مگر افسوس کہ ۲۰۰۲ء کی ترمیم نے اسے ختم ہی کرڈالا۔

ہونا یہ چاہئے کہ عدالت وکلاء کو پابند کرے کہ وہ کیس بناتے وقت صرف خلع کا کیس تیار نہ کریں بلکہ عدالت میں تنسیخ نکاح کی درخواست دائر کریں۔اور تنسیخ نکاح کا ہی مقدمہ درج کروائیں اور عدالت تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرے۔لیکن چونکہ تنسیخ کے مقدمہ میں اسباب وجوہات کو ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے اس لئے وکلاء حضرات براہ راست خلع کا مقدمہ ہی تیار کرتے ہیں اور عدالتیں خلع کے مقدمات میں فیصلہ دیتے وقت لکھتی ہیں Dissloution of Marriag by way of Khula. یعنی تنسیخ نکاح عن طریق الخلع......جبکہ یہ فیصلہ علماء کے نزدیک قابل قبول نہیں اور غیر شرعی ہونے کی وجہ سے اسے قبول نہیں کیا جاتا کیونکہ اس میں خلع کی شرائط کا خیال بھی نہیں رکھا جاتا اور فیصلہ کے الفاظ بھی درست نہیں ہوتے۔عدالت یا تو لکھے کہ عدالت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کی ہے۔یا خلع کی شرائط پوری کرنے کے لئے شوہر کو عدالت طلب کرے اور اسی سے خلع دلوائے نہ کہ خود خلع دینے بیٹھ جائے جس کا اسے شرعی شریف نے اختیار نہیں دیا......

اکثر اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ لڑکی جو خلع کی خواہاں ہوتی ہے وہ وکیل سے کہتی ہے مقدمہ اس طرح بنانا اور چلانا ہے کہ شوہر کو پتہ ہی نہ چلے اور خلع ہو جائے۔چنانچہ قابل وکلاء مقدمہ درج

کرواتے ہیں اور جب عدالت سمن یا وارنٹ جاری کرتی ہے تو وہ لے کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور متعلقہ شوہر تک پہنچاتے نہیں۔اور اگر بیلف (عدالت کا کارندہ) لے جائے تو اسے معقول رقم دے کر کہا جاتا ہے کہ عدالت کو ان پر یہ لکھ کر واپس کردو کہ شوہر اب اس پتہ پر نہیں رہتا جہاں یہ سمن یا وارنٹ بھیجے گئے تھے۔

دوسری اور تیسری بار یہی عمل دہرایا جاتا ہے اور پھر عدالت خلع کا فیصلہ دے دیتی ہے ۔جسٹس سعید الزماں صدیقی صاحب مرحوم سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ عدالت کیا کرے شوہر تو کبھی عدالت آنا چاہتا ہی نہیں اسے زبردستی کیسے لایا جائے ،اور آ جائے تو طلاق (خلع) نہیں دیتا اسے کیسے راضی کیا جائے۔ہم نے کہا یہ تو سسٹم کی خرابی ہے اس سے عدالت کو خود خلع دینے کا اختیار کیسے حاصل ہوسکتا ہے ؟۔سسٹم درست کریں آخر قاتل اور دہشت گرد بھی تو عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں وہاں یک طرفہ فیصلہ تو نہیں ہوتا......اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

مندرجہ بالا سطور درج کرنے کا مقصد مروجہ خلع کے طریقہ کار کی شرعی حیثیت اور قانونی پوزیشن کو واضح کرنا ہے۔موجودہ عدالتی نظام میں خلع کا طریقہ غیر شرعی ہے اسی لئے علماء کے ہاں قابل قبول نہیں۔اسے درست کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد ہونا چاہئے اور قرآن وسنت کے خلاف دئے جانے والے عدالتی فیصلوں کی روک تھام ہونی چاہئے ۔متعلقہ (عائلی) قوانین میں ترمیم کرتے ہوئے انہیں قرآن وسنت کے مطابق بنایا جانا لازمی ہے کہ یہ وقت کی ضرورت اور آئین کا تقاضا بھی ہے۔

....

نئی کتاب

جناب مفتی محمد امین صاحب کی مرتب کردہ

عقیدۂ ختم النبوۃ

کی سولھویں جلد شائع ہوگئی

برائے رابطہ: آفس نمبر ۵ پلاٹ نمبر ۱۱۱ زیڈ عالمگیر روڈ کراچی

www.aqaideislam.org www.khatmenabuwat.com

☆مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی.☆